1371/9

جناب مفتی صاحب السلام وعلیکم

میری کوئی اولاد نہیں ہے لہٰذا میں اپنے بھائی یا کسی
اور سے بچہ لینا چاہتا ہوں، لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔
اسکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔
کیا اس بچے کی ولدیت کے خانہ میں اسکے حقیقی والدین
کا نام لکھنا ہوگا۔ یا میں اپنا نام بھی لکھوا سکتا ہوں۔

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۹۸۱/۹۰
مورخہ

درخواست گذار
عارف اقبال

مکان نمبر 298 ایریا 5/A لانڈھی نمبر 5
فون نمبر 03472298139

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصليًا

واضح رہے کسی بچہ کو گود لینا جائز ہے، البتہ گود لینے والے پر درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(الف)۔ پرورش کرنے والا اپنے آپ کو بچہ / بچی کا حقیقی والد نہ بتائے، بلکہ لے پالک بچہ / بچی کو اس کے حقیقی والدین کی طرف منسوب کرنا لکھنے اور پکارنے میں ضروری ہے، اصل والد کے علاوہ پرورش کرنے والے کا گود لئے ہوئے بچہ / بچی کو اپنی اولاد قرار دینا، سرکاری اور دیگر تمام قانونی دستاویزات مثلاً: شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ میں ناجائز اور گناہ ہے جس سے بچنا واجب ہے۔

(ب)۔۔۔۔۔ جب بچہ یا بچی بالغ ہو جائے تو غیر محرم ہونے کے لحاظ سے پردہ کے احکام پر عمل کرنا لازم ہو گا۔
البتہ اگر لے پالک بچہ / بچی کو دو سال کی مدت کے اندر اندر اپنی اہلیہ، اپنی والدہ یا اپنی ساس وغیرہ میں سے کسی عورت کا دودھ پلوادے، تو اس سے ~~ـــــــــ~~ رشتہ رضاعت کے نتیجے میں پردے کا حکم باقی نہیں رہے گا۔

(ج)۔۔۔۔۔ بچہ یا بچی کے والدین (یا دوسرے رشتہ داروں) کے انتقال پر ان کی وراثت سے ان کو محروم نہ کیا جائے، نیز بچہ / بچی کو پرورش کرنے والے کا وارث قرار نہ دیا جائے، البتہ پرورش کرنے والا اپنی زندگی میں کوئی ہدیہ یا تحفہ کے طور پر اس کو جو کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، نیز اس کے لئے ایک تہائی مال کی حد تک وصیت بھی کر سکتا ہے۔ جو کہ پرورش کرنے والے کے انتقال کے بعد ترکہ کے مال میں سے ایک تہائی $\frac{1}{3}$ کی حد تک نافذ ہو گی۔

[الأحزاب: 5،4]

{ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا }

ترجمہ: "(لے پالکوں) کو ان کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر کے پکارو"

صحيح البخاري - (ج 4 / ص 1572)

عن سعد رضي الله عنه، قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: «من ادعى إلى غير أبيه، وهو يعلم أنه غير أبيه، فالجنة عليه حرام»

ترجمہ: "جس نے کسی غیر کے اپنے باپ ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ اس کو یقین ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے"

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

الدار المنثور للسيوطي – (ج 11 / ص 60)

قالوا : تزوج حليلة ابنه فأنزل الله تعالى :ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان رسول الله صلى الله عليه و سلم تبناه وهو صغير فلبث حتى صار رجلا يقال له : زيد بن محمد

فأنزل الله ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله يعني أعدل عند الله

رد المحتار – (12/ 299)

وَفِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ " { مَنْ ادَّعَى أَبًا فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ } "

المبسوط للسرخسي (30/ 292)

فقد كان التبني معروفا فيما بين أهل الجاهلية وكان مشروعا في الابتداء ثم نسخه الله تعالى بقوله {ادعوهم لآبائهم} [الأحزاب: 5] ، «وتبنى رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثة ثم تزوج زينب امرأة زيد بعد ما فارقها» وفيه نزل قوله تعالى {ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله}..

الهداية في شرح بداية المبتدي (1/ 217)

كتاب الرضاع قال: " قليل الرضاع وكثيره سواء إذا حصل في مدة الرضاع تعلق به التحريم ".

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد عارف عرفان عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱/ رمضان/1439ھ

17/ مئی/ 2018ء

الجواب صحیح

بندہ محمد عبدالمنان عفی عنہ

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱/ ۹/ 1439ھ

۱۷/ ۵/ 2018ء

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱/ رمضان المبارک/1439ھ

۱۷/ مئی/ 2018ء

نائب مفتی

دار الافتاء

Scanned by CamScanner